شمارہ: 31

ماہانہ خبرنامہ
انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

اگست 2021ء بمطابق محرم الحرام 1443ھ

فرمان الٰہی و فرمان نبوی ﷺ

اداریہ

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ، ایک سانحۂ فاجعہ

فضائل و مناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مقام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بدگمانی اور معاشرے پر اس کے برے اثرات

آئینہ رومی رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں

شعبہ سمع و بصر

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
مرکزی دفتر B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال کراچی۔ فون نمبر: 7-021-34993436

فرمان الٰہی

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّلٰـكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ
مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ‌ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ؕ﴿۱۵۶﴾

(سورۃ البقرہ: 154تا156)

ترجمہ:

اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو، دراصل وہ زندہ ہیں مگر تم کو (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہوتا اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنادو۔ اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنادو۔

تشریح: موت کا لفظ اور اس کا تصور انسان کے ذہن پر ایک ہمت شکن اثر ڈالتا ہے اس لیے اس بات سے منع کیا گیا کہ شہداء فی سبیل اللہ کو مردہ نہ کہا جائے کیونکہ اس سے جماعت کے لوگوں کے جذبہ جہاد و قتال اور روح و جاں فروشی کے سرد پڑ جانے کا خدشہ ہے اس کے بجائے ہدایت کی گئی کہ اہل ایمان اپنے ذہن میں یہ تصور جمائے رکھیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے وہ حیات جاں وداں پاتا ہے۔ یہ تصور مطابق واقعہ بھی ہے اور اس سے روح شجاعت بھی تازہ رہتی ہے۔ دوسرا یہ کہ صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ دل سے بھی اس بات کا قائل ہو کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں ہماری جو چیز بھی قربان ہوئی گویا کہ وہ ٹھیک اپنے مصرف میں صرف ہوئی۔ بہر حال دنیا میں ہمیں ہمیشہ نہیں رہنا تو کیوں نہ اس کی راہ میں جان لڑا کر اس کے حضور میں حاضر ہوں نہ کہ ہم اپنے نفس کی پرورش میں لگے رہیں اور اسی حالات میں اپنی موت کے وقت کسی بیماری یا حادثہ کے شکار ہو جائیں۔ (تفہیم القرآن: سورۃ البقرہ)

فرمان نبوی ﷺ

عَن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال مَا أَحَدٍ يَدْخُلُ الجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلى الدُّنيا وأَنَّ له ما علَى الأَرْضِ مِن شيءٍ غَيْرُ الشَّهِيدِ فإنَّه يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ فيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِما يَرَى مِنَ الكَرامَةِ وفی رواية لما يَرى من فَضْلِ الشَّهادة (متفق علیہ)

ترجمہ:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور اس کے لیے زمین میں کوئی چیز ہو سوائے شہید کے وہ آرزو کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے کیونکہ بزرگی کو وہ دیکھے گا ایک اور روایت میں آیا کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔

تشریح:

اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے کی یہ وہ فضیلت اور مقام ہے جس کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ میرا بڑا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر مجھے قتل کیا جائے۔ یعنی جنت کی نعمتیں اور آسائشیں وہ ہیں کہ انسان ایک بار اس میں داخل ہو کر پھر اس سے نکلنا نہیں چاہے گا لیکن اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی لذت اور جنت میں اس کا اکرام اور اس کی بزرگی وہ ہے کہ خواہش کرے گا کہ مجھے بار بار دنیا میں بھیجا جائے اور میں بار بار اللہ کی راہ میں (شہید) قتل کیا جاؤں۔

(ریاض الصالحین حدیث 1311)

دعا وقت کی اہم ضرورت

اداریہ

قارئین محترم!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید وافر بذاتِ غافر ہے کہ خبر نامہ انجمن ماہِ اگست 2021 کا یہ شمارہ آپ کو، آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی سلامتی صحت اور ایمان کی بہترین کیفیت کے ساتھ موصول ہو گا۔ آمین

قارئین محترم! اجتماعی خطرے کا وقت اجتماعی دعاؤں کا متقاضی ہوتا ہے۔ آج کل امت مسلمہ انتہائی نامسائد حالات سے دوچار ہے۔ اس وقت ضرورت یومِ دعا اور یومِ توبہ کی ہے جو عوامی سطح پر ہو۔ مدر ڈے، فادر ڈے، ویلنٹائن ڈے، لیبر ڈے اور نہ جانے کون کون سے ڈے ہماری قوم پورے سال مناتی رہتی ہے اور ان سب میں سوائے وقت اور مال کے زیاں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیوں کہ والدین اور دیگر اعزہ واقارب سے محبت کا اظہار محض ایک دن کا نہیں ہوتا یہ رحمی اور جذباتی رشتے ہیشگی کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں۔ کسی مخصوص دن میں اپنی محبت اور چاہت کا اظہار کر لینا رسم دنیا پوری کر لینے کے سوا کچھ نہیں۔ یا پھر انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کے مترادف ہے۔

مغضوب قوموں کا یہ معاملہ ہے کہ انہیں مشکل وقت میں اللہ یاد آتا ہے یا اس موقع پر بھی یاد نہیں آتا۔ مغضوب قوموں کے ہاتھ دعا کے لیے نہیں اٹھتے اور وہ دعا کرتی بھی ہے تو ان کی دعائیں بے اثر ہوتی ہے کہ اس میں ایمان ویقین اور سوز وگداز نہیں ہوتا جو قبولیت کے لیے ضروری ہے۔ دنیا کی گمراہ قوموں کی تاریخ گواہ ہے کہ عذاب کو آتا دیکھ کر بھی انہیں دعا اور توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور وہ لہو ولعب اور فواحش ومنکرات میں مستغرق رہیں، ان کے دل سے رحمتِ الٰہی کے لیے کوئی پکار نہیں اٹھی۔ پوری انسانی تاریخ میں صرف قومِ یونس کو یہ استثنا حاصل ہے کہ انہوں نے عذاب آتا دیکھ کر اللہ کے حضور سچی توبہ کر لی تھی اور عذاب ٹل گیا تھا۔

اجتماعی زندگی میں غلط روش اور غلط فیصلے چند افراد کے نہیں ہوتے یہ قومی ذہن اور کردار کا عکس ہوتے ہیں۔ اگر افراد اپنی زندگی میں لالچ اور مفاد پرستی کی بنا پر اصولوں سے انحراف کرتے ہیں تو قومی سطح پر بھی اس کا اثر لازمی ہوتا ہے۔ اگر افراد مختلف نوعیتوں کے خوف کے سبب غلط بات کے آگے جھک جاتے ہیں تو ایسی قوم کے لیڈر بھی فیصلے خوف کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ یہ خوف اور لالچ ہی تو ہے جو افراد کی زندگی میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اقوام کو اپنے راستے پر رہنے نہیں دیتا۔ اگر آج ہماری صورت حال یہی ہے تو اس کا علاج رجوع الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ آنے والے دن ہمارے لیے ہرگز اچھے نہیں ہیں اور باطل سے مصالحت کر کے بھی ہماری جان نہیں چھوٹے گی۔ اگر اپنی سلامتی اور اپنا بچاؤ چاہتے ہیں تو اس کا راستہ دعا اور سچی توبہ اور تجدیدِ عہد کا ہی ہے نہ کہ لاف وگزاف کا۔ یہ حقیقت ہے کہ جس طرح فرد کی مضبوط داخلیت اس کی روحانیت کے سبب ہوتی ہے ایسے ہی قوم کا مضبوط باطنی وجود بھی اللہ پر یقین اور ایمان سے تشکیل پاتا ہے۔ دعا انسان کو ہر روز نئی طاقت عطا کرتی ہے اور قوم کے ایمان میں اسی سے تازگی آتی ہے۔

اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انفرادی عبادت سے زیادہ اہمیت اجتماعی عبادت کو دی جاتی ہے۔ اسی لیے آنے والے دنوں میں مصائب کے پیشِ نظر پوری قوم کو اجتماعی دعا اور توبہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ورنہ مادی اسباب پر ہی نظر رہے تو اس قوم کا بے حوصلہ ہو جانا یقینی ہے۔ جب ہر طرف سے پریشانی، خوف وہراس اور غیر یقینی کی کیفیت کا غلبہ ہو رہا ہو تو اس سے نجات کا واحد راستہ اللہ سے اپنے تعلق کو اخلاص اور توکل کی بنیادوں پر مضبوطی سے جوڑنا ناگزیر ہوتا ہے۔ اور یہ جب ہی ہو گا جب بندے میں اپنی بندگی اور عجز وانکساری کا پورا شعوری احساس ہو۔ ورنہ انحراف کی روش تو بندے کو اپنی ذات کی معرفت سے ہی بے گانہ کر دیتی ہے۔ اور یہ کیفیت انسان کے پورے وجود کو تارِ عنکبوت کی مانند جکڑ لیتی ہے۔ پھر انسان کا خاکی وجود تو نظر آتا ہے مگر اس میں جوہر آدمیت ختم ہو جاتا ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ہمیں اپنے اور پوری امت کے لیے کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔

والسلام

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیرِ تعلیم، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

شہادتِ حسینؓ، ایک سانحۂ فاجعہ

راحیل گوہر صدیقی

انسانیت کی سفر کی شروعات کے ساتھ اطاعتِ ربّ اور بغاوتِ ربّ کی بھی ابتدا ہو گئی۔ اطاعت کرنے والوں کو مومنین وصادقین کہا گیا اور سرکش وفتنہ پرور لوگوں کو شیطان کے ساتھیوں کا نام دیا گیا۔ گویا اس روئے ارض پر دو جماعتیں ایک ساتھ نمودار ہوئیں، حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ شیطان جس کا نام ابلیس بھی ہے۔ اپنی نافرمانی اور تکبر کی بناپر دربارالٰہی سے دھتکار کر نکالا گیا۔ اور یہ نافرمانی کیا تھی، خلیفۃ الارض ابوالبشر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے صریح انکار۔ جس کا جواز اس نے یہ پیش کیا کہ :

''خالقِ کائنات نے دریافت کیا: تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا؟ جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ جواب دیا کہ، میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، اس کو خاک سے۔'' (الاعراف 12)

تاہم اپنی تکوینی مصلحت کے تحت خلقت کے جدّامجد آدم کو اپنی خلافت ونیابت کا تاج زریں پہنا کر عرشِ بریں سے ارضِ خاکی پر روانہ کیا گیا۔ اور روانگی کے وقت یہ یاددہانی بھی کرادی کہ ''جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔'' (البقرہ 38)

گویا انسانیت اور شیطنیت دونوں کے پاؤں ایک ساتھ ہی اس روئے ارض پر آ ٹکے۔ اور یوں حق وباطل ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ لیکن وقت کی رفتار دیکھ کر اور دنیا کے حالات وواقعات پر نظر ڈالیں تو یہ منظر سامنے آتا ہے کہ حق کے مقابلے میں زیادہ غلبہ باطل کا ہی رہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو حق وباطل کا خالق ہے۔ جس نے خیر وشر دونوں کو انسان کے خمیر میں شامل کر دیا ہے۔ اگر حق کہیں غالب ہوا بھی ہے تو اس کا اثر زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ دنیا اخلاقی اعتبار سے ناقص ہے۔ اسی لیے جب بھی حق کا غلبہ ہوا باطل نے اس کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ وہ حق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا رہا۔ یا منافقت کا لبادہ اوڑھ کر حق پرستوں کی صفوں میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی ریشہ دوانیاں حق کے خلاف جاری رہیں۔ اور جس طرح پانی اپنے نکلنے کی جگہ کہیں نہ کہیں سے بنا ہی لیتا ہے اسی طرح اس نے بھی اپنے شاخیں پھیلانے کے لیے راستے ڈھونڈھ ہی لیے۔

خاتم النبیین والمرسلین ﷺ کی 23 سالہ محنت شاقہ کے بعد اسلام کا غلبہ اپنی پورے جاہ وجلال اور امن وسلامتی کی فضا کے ساتھ دنیا کے سامنے ظہور پذیر ہوا تو ایوان باطن کی دنیا اتھل پتھل ہو گئی۔ دنیا نے اسلام کے حق وصداقت، عدل ومساوات، جسمانی وروحانی پاکیزگی اور ایثار وقربانی کے جذبات کا فیضان اپنی آنکھوں

سے دیکھ لیا۔ وقتی طور پر حق غالب اور باطل مغلوب ہو گیا۔ لیکن شکست وہزیمت تسلیم کرنا فسق وفجور اور بدی کے مزاج میں نہیں ہے۔ بدی کی قوتوں کو بڑی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ شیطان انسان کے خون میں شامل ہے اور اسے ہمہ وقت ورغلاتا رہتا ہے، پھر خارجی ماحول میں بھی ہر برائی کے لیے ترغیبات وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ کبھی مجبوریاں اور محرومیاں اور کبھی برائی کی کشش انسان کو خود بخود کھینچ لیتی ہیں۔ بقول اصغر گونڈوی

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر، نہ مجھ کو ذوق عریانی

کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

دنیا میں جب اور جہاں بھی کوئی سانحہ فاجعہ رونما ہوا ہے اس کا سبب اس باطل کے سازشی ذہن کا نتیجہ ہے جسے حق ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ وہ حق کو کچلنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ چناں چہ جونہی رسولِ عربی ﷺ کا وصال ہوا، بس فتنوں کا ایک پہاڑ کھڑا ہو گیا۔ کئی کاذب مدعیان نبوت میدان میں آگئے اور بے شمار لوگ ان کے دست وبازو بن گئے۔ مانعین زکوٰۃ الگ کھڑے ہو گئے۔ اسلام کی کشتی ڈولتی محسوس ہونے لگی۔ لیکن ان سخت ترین حالات میں بھی اہلِ ایمان نے عزیمت کا دامن نہیں چھوڑا اور ان فتنوں کا قلع قمع کر دیا۔ شاید اس میں بھی کوئی مصلحتِ خداوندی ہے کہ باطل کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور آیاتِ قرآنی کے مطالعہ سے ایک ہی مقصد سمجھ آتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ہر نفس کے لیے ایک آزمائش اور وقفہ امتحان ہے۔ جو یہاں فتنوں سے بچا ہوا ہے وہ بھی حالتِ امتحان میں ہے اور جو گرفتارِ بلا ہے وہ بھی آزمائشوں سے مبرّہ نہیں ہے۔ اگر ایک شکر کا امتحان ہے تو دوسرا صبر کا! ارشاد ربانی ہے:

"اور ہم نے موت اور زندگی کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ ہم دیکھیں تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔" (الملک 02)

سازشیں، دجل وفریب، فکری گمراہیاں، شخصیت پرستی اور عقائد باطلہ نے ہمیشہ اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اور یہ کام اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ہی کیا گیا، کیوں کہ کمالِ مہارت سے کی گئی رنگ آمیزی میں اصل اور نقل کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے۔ اداکار وہی اچھا ہوتا ہے جو اپنے کردار میں ڈوب کر اسے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔

اس تزویراتی ذہن میں یہودی ذہن ہمیشہ فعال رہا ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں یہود کو ذلت آمیز شکست ہوئی تھی وہ ان کے قلب وذہن سے کبھی مٹ نہ سکی۔ یہودی ذہن شاطرانہ چالوں کا مسکن ہے۔ حق کے خلاف سازشیں ان کی گھٹی میں پڑی ہوئیں ہیں۔ چناں چہ مسلمانوں کی اجتماعی طاقت اور ان کے اتحاد کو زک پہنچانے اور اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لیے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں یمن کے ایک یہودی عبد اللہ ابنِ سباء نے مدینے میں آکر منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا۔ کسی یہودی کے لیے مسلکِ نفاق اختیار کرنا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عبد اللہ بن ابی نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کر لیا تھا اور جب تک وہ زندہ رہا اپنی فتنہ پروری میں مبتلا رہا۔ اگرچہ رسول کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس کی دال نہیں گلی۔

جرمن ڈاکٹر کلین (Klein) "الابانہ عن اصول الدیانہ" کے انگریزی ترجمے کے مقدمے میں لکھتا ہے: عبد اللہ ابنِ سبا نو مسلم نے جب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو ان سے یہ کہہ کر مخاطب ہوا:

''اَنْتَ اَنْتَ''اس جملے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ''توخداہے'' یہ سن کر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے جلاوطن کر دیا، کیوں کہ ان کی رائے میں یہ جملہ صریح کفر تھا۔لیکن عبداللہ بن سباء کے پیروکاروں کے دلوں میں یہ عقیدہ جاگزیں ہو گیا کہ، ''علی رضی اللہ عنہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے نیز یہ کہ ان کے اندر الوہیت کا ایک جز وحلول کر گیا تھااور یہ جزوالوہیت تناسخ ارواح کی صورت میں ان کے جانشینوں میں درجہ درجہ منتقل ہوتارہا۔''

سر ولیم میوٗر اپنی تصنیف ''الخلافت۔۔۔اس کا عروج وزوال''میں لکھتا ہے:

''32ھ میں جب عامر بصرہ کا گورنر بنا تھا، عبداللہ بن سباء جسے عام طور سے ابنِ سوداء کہتے ہیں، بصرہ میں آکر اسلام قبول کیالیکن بہت جلد یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ وہ دراصل حکومتِ وقت کے خلاف شدید باغیانہ خیالات رکھتا تھا، بلکہ اس کی ذات مجسم بغاوت تھی۔ چناں چہ ان ہی باغیانہ خیالات کی وجہ سے اس کو بصرہ، کوفہ اور دمشق سے پے درپے جلاوطن کیا گیا۔انجام کار مصر میں اس کو ایک ٹھکانہ مل گیا۔اور یہاں بیٹھ کر اس نے عجیب وغریب بلکہ ہوش ربااور سراسر اسلام کے خلاف عقائد کی اشاعت شروع کر دی۔مثلاً:

(الف)عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

(ب)فی الحال علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصی، وارث یاجانشین ہیں۔

(ج)خلیفۂ وقت عثمان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ)غاصب ہیں۔

اور اس لیے جب تک ان کی حکومت کا قلع قمع نہیں کیا جائے گا اس وقت تک صداقت اور عدالت کا قیام ممکن نہیں، مصر میں ان عقائد باطلہ کو بہت قبولیت حاصل ہوئی۔امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی اپنی مشہور تالیف ''الملل والنحل''میں مختلف فرقوں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور ان فرقوں میں سے ایک فرقہ 'سبائیہ' ہے۔یہ عبداللہ بن سباء کے اصحاب ہیں جس نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ''تو، تو ہے''۔اس کا مطلب یہ کہ تو خدا ہے۔عبداللہ بن سباء پہلا شخص ہے جو امامت علی رضی اللہ عنہ کا قائل ہوااور غلاۃ کے مختلف فرقے اسی مخذول شخص کی تعلیمات سے پیدا ہوئے۔اس کی رائے میں، علی مرتضیٰ مقتول نہیں ہوئے۔اور ان میں الوہیت کے اجزاء میں سے ایک جزو موجود تھا۔اللہ کی شان ان باتوں سے جو لوگ کرتے ہیں بہت بلند ہے، رعداُن(علی رضی اللہ عنہ)کی آواز ہے اور برق اُن کا تازیانہ ہے۔

ان تمام خود ساختہ اور جھوٹے عقائد سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن سباء تاریخ اسلام میں وہ پہلا شخص ہے جس نے مسلمانوں میں فتنہ وفساد کا بیج بویا۔اسلام کے بنیادی عقائد میں غیر اسلامی اور مشرکانہ عقائد داخل کیے اور مسلمانوں کی وحدتِ ملی ویک جہتی اور یک رنگی کو پارہ پارہ کر دیا۔اور ان فتنہ پروری اور ریشہ دوانیوں سے جو ہولناک نتائج برآمد ہوئے وہ اسلامی تاریخ کا سیاہ باب ہیں۔کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں رونما ہونے والا کوئی بھی سانحہ یااندوہناک واقعہ کسی نہ کسی سازش کا نتیجہ ہوتا ہے۔البتہ استثنائی کیفیت کا معاملہ الگ ہے۔

10 محرم الحرام کو وہ افسوس ناک حادثہ کربلا کی زمین پر پیش آیا، جس میں سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اور آپ کے خانوادے کے اکثر افراد نیز آپ رضی اللہ عنہ کے اعوان وانصار کی کثیر تعداد نے جام شہادت نوش کیا۔اور یہ سانحہ فاجعہ اسی سباعی فتنہ اور سازش کا نتیجہ تھا جو اس واقعہ سے پورے 25 برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دہرے داماد اور خلیفۂ سوئم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی صورت میں پیش آیا تھا۔

حالات وواقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ یزید بن معاویہ کی ولی عہدی اور اس کے دور حکومت میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا جو یقیناً ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

دراصل حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہما نے یزید کی ولی عہدی کو اسلام کے شورائی اور جمہوری مزاج کے خلاف سمجھا تھا اور انہیں یہ احساس ہو کہ اگر نسلی اقتدار کا دروازہ بند نہ کیا گیا تو رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین خالص میں رخنہ اندازی شروع ہو جائے گی اور پھر اس سیل رواں کو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس اقدام کی ایک وجہ آپ کو اہل کوفہ کی طرف سے موصول ہونے والے وہ ڈھیروں خطوط تھے جو انہیں پابندی سے مل رہے تھے۔ شہر کوفہ کو سیاسی اور فوجی مرکز ہونے کا بھی اعزاز حاصل تھا۔ تاہم اس کے باوجود عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کوفے والوں کو قابل بھروسہ نہیں سمجھتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفے والوں کی دعوت کو قبول کر کے وہاں جانے سے منع کیا تھا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس کے ٹوکنے پر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے احتیاطی طور پر مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو وہاں کی صحیح صورتِ حال جاننے کے لیے روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں کے حالات حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی موافقت میں ہونے کی اطلاع دی۔ چناں چہ اپنے حق میں معاملات ہونے کی خبر سنتے ہی آپ نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ لیکن ابھی آپ کوفہ سے کچھ فاصلے پر ہی پہنچے تھے کہ خبر آگئی کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ اس اندوہناک خبر کو سن کر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا ماتھا ٹھنکا کہ اب کیا کیا جائے؟ لیکن خون کا بدلہ لینا عربوں کی گھٹی میں پڑا ہے، اس لیے آپ نے سفر جاری رکھا۔ اور اس طرح یہ قافلہ کربلا کے میدان میں پہنچ گیا، دوسری طرف کوفہ کا گورنر ابن زیاد ایک ہزار کی نفری کے ساتھ جنگ کے لیے تیار کھڑا تھا۔ صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کے سامنے تین انتہائی معقول شرائط رکھیں۔ ''ایک یہ کہ مجھے واپس مکہ جانے دو۔ دوسری یہ کہ مجھے اسلامی سرحدوں کی طرف جانے دو تاکہ میں کفار کے ساتھ برسرِپیکار ہو کر زندگی گزار دوں۔ اور تیسرے یہ کہ میرا رستہ چھوڑ دو، میں دمشق چلا جاؤں گا اور یزید بن معاویہ سے اپنے معاملہ خود طے کر لوں گا۔''

لیکن کوئی ایک شرط بھی نہیں مانی گئی۔ اس کی وجہ صاف تھی کہ کوفیوں کے لکھے ہوئے خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سب کو پڑھ کر سنا دیے تھے اور اس کا بھانڈا یزید کے سامنے پھوٹتا تو سب کی شامت آجاتی۔ چناں چہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا، اور چاروں طرف سے گھیر کر انہیں اور ان کے رفقاء کو شہید کر دیا گیا۔

یہ وہ دردناک واقعہ تھا جس نے انسانی تاریخ میں نہ صرف انتہائی گہرے اثرات مرتب کیے بلکہ اس واقعہ نے امت مسلمہ میں ایک شورش اور انتشار وفتراق کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا ہے جس کو بند کرنا انسان کے اختیار میں نہیں رہا ہے۔ دشمنانِ اسلام کے لگائے ہوئے اس کاری زخم سے ہمیشہ خون رستا رہے گا۔ اور جس سے انسانی تاریخ کے صفحات رنگین رہیں گے۔

فضائل ومناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مقام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سلمان شعیب

اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کائنات کی عظیم ترین شخصیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور یہ عقیدہ کوئی ہوائی عقیدہ نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کی واضح نصوص سے ثابت شدہ عقیدہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا ہمارا ایمانی فریضہ ہے، جس کا حکم اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے۔ ہم نہ کسی کی محبت میں غلو کرتے ہیں اور نہ ہی تنقیص کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہی اسلافِ امت کا طرزِ عمل ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان کا معیار اور علامت ہے، ان پر تنقید واعتراض کرنا کفر ونفاق کی علامت ہے۔ گویا مجموعی طور پہ تمام اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کو تسلیم کرنا، اسی طرح ہر صحابی اور اہل بیت کے ہر فرد کی جو خصوصی فضیلت و منقبت کتاب وسنت میں موجود ہے، اسے بغیر افراط و تفریط ماننا، ایمان کا لازمی حصہ ہے، جس کے بغیر ایمان کا دعویٰ جھوٹا اور نفاق پر مبنی ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسی عقیدہ کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اس آیت رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ (البقرۃ 129) میں ایک اور اہم بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی بیان فرمائے ہیں، وہاں بار بار آپ کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے، "ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت کریں، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، ان کو پاک صاف بنائیں" ظاہر ہے کہ جن حضرات کو بار بار "اُن" کہا جارہا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور کون ہیں؟ انہی کے سامنے آیتوں کی تلاوت کرنی تھی، انہی کو کتاب یعنی قرآنِ کریم کی تعلیم دینی تھی، اور انہی کو پاک صاف کرنا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کو دنیا میں بھیجنے کے لیے یہ فرائض قرآن کریم میں چار مقامات پر مذکور ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرائض انجام دیے یا نہیں؟ اور اگر دیے تو جن صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت کرنی تھی، اور جنہیں پاک صاف بنانا تھا، اس مقصد میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اگر کامیاب ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور انہیں رسول اللہ ﷺ نے کم از کم مجموعی طور پر پاک صاف کر دیا تھا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ حضور اقدس ﷺ کے اہلِ بیت اور دو ایک صحابیوں کے علاوہ باقی صحابہ معاذ اللہ مرتد ہو گئے تھے، انہوں نے نہ قرآن کو صحیح سمجھا، نہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو اپنایا، نہ اپنے اخلاق کی اصلاح کی، نہ اُن میں سے دنیا کی محبت کا خاتمہ ہوا، اور اس کے نتیجے میں وہ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر سرور عالم ﷺ کے اہل بیت پر مسلسل ظلم ڈھاتے رہے، تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو "تزکیہ" یعنی پاک صاف کرنے کا جو فریضہ سونپا گیا تھا، یا تو معاذ اللہ آپ ﷺ نے وہ صحیح طرح انجام نہیں دیا، یا اُس میں معاذ اللہ کامیاب نہیں ہوئے! کیا کوئی مسلمان ہوش وحواس کے ساتھ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا ان کی اکثریت پر ارتداد یا فسق کا الزام عائد کرنا آخر کار رسول کریم ﷺ کے منصبِ رسالت پر بہت بڑے داغ لگانے کے مترادف ہے جس سے سو بار پناہ مانگنی چاہیے، اور جو حضرات ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے وہ پورے اسلام کا معاملہ ہی مشکوک بنانے کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فیض صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول حضراتِ اہل بیت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت پیدا فرمائی تھی جس کی نظیر انبیا کرام علیہم السلام کے بعد آسمان وزمین کی نگاہوں نے نہ ان سے پہلے دیکھی تھی نہ ان کے بعد۔ اسی لیے اہل سنت والجماعۃ کا یہ برحق عقیدہ ہے کہ سارے صحابہ "عادل" ہیں یعنی احکام

الٰہی کے پیرو ہیں۔ اگر ان میں سے کسی سے کوئی گناہ ہوا بھی ہے تو انہوں نے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کر لیا۔ اب اُن پر تنقید کے نشتر چلانا اسلام کی بنیاد کو ڈھانے کی شعوری یا غیر شعوری کوشش کے سوا کچھ نہیں"۔

(بسلسلہ: معارف عثمانی: 6 محرم الحرام 1442ھ، 26 اگست 2020، معارف عثمانی صحابہ کرام)

(ملاحظہ: یہ اقتباس حضرت والا دامت برکاتہم العالیہ کے تفسیری دروس پر مشتمل زیر طبع تفسیر "تفسیر سورہ بقرہ سے لیا گیا ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام کے اولین محافظ، پاسبان، اور کتاب و سنت کے اولین راوی ہیں۔ ان اصحاب کے متعلق دشمنانِ اسلام کا ٹولہ یہ چاہتا ہے کہ ان پر تنقید کر کے، ان کے بارے میں شکوک و شبہات ڈالے جائیں اور ان کے باہمی اختلافات کو ہوا دے کر عام لوگوں میں بیان کر کے اعتراضات کیے جائیں، تاکہ اسلام پر تنقید کرنا اور اسلامی عقائد میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کرنا آسان ہو جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

مُّحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (سورۃ الفتح: 29)

ترجمہ: "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، آپ انہیں دیکھیں گے کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے،۔۔۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ لوگ ہیں کہ جن کو اللہ نے اپنی رضا کی ضمانت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

"اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔" (سورۃ مجادلہ: 22)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت اللہ کی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ مجادلہ: 22)

"یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خبردار! یقیناً اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی وہ لوگ ہیں جو اولین ہدایت یافتہ تھے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (سورۃ الحجرات: 07)

" لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

اس آیت میں بلا استثناء تمام صحابہ کرامؓ کے لیے یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر و فسوق اور گناہوں کی نفرت ڈال دی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب سے بہترین لوگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔'' (صحیح البخاری)

کوئی غیر صحابی بھی صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ سلف اس کی مزید تشریح فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ بڑے سے بڑا مفسر، محدث، فقیہ، عالم، متقی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مت برا کہو میرے اصحاب میں سے کسی کو اس لیے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا صرف کرے تو ان کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا گویا نبی اکرم ﷺ سے بغض رکھنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے صحابہ کے معاملہ میں، اللہ سے ڈرو اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے''۔ (سنن ترمذی، کتاب مناقب عن رسول اللہ ﷺ)

مذکورہ حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آگئی کہ صحابہ کو برا بھلا کہنا کوئی ہلکی بات نہیں ہے بلکہ ان کو لعن طعن کا نشانہ بنانا گویا رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ لعن طعن کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے بلکہ بات یہیں تک نہیں رک جاتی یہ طرز عمل اللہ رب العزت پر لعن طعن کے مترادف قرار پاتا ہے۔

خلفاء راشدین کی اتباع لازمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (سنن ابوداؤد)

بیان کردہ آیاتِ قرآنی اور روایاتِ حدیث میں جہاں اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی مدح و ثنا اور ان کو رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے وہیں امت کو ان کے ادب و احترام اور ان کی اقتداء کا بھی حکم دیا گیا ہے، ان میں کسی کو برا کہنے پر سخت وعید بھی فرمائی ہے، ان کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے، ان سے بغض رسول اللہ ﷺ سے بغض ہے، ان سے عداوت رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے، ان کو تکلیف دینا رسول اللہ کو تکلیف دینا ہے، ان پر طعن رسول اللہ ﷺ پر طعن ہے۔ الغرض صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ گویا کڑی کی مانند ہیں۔ یہ ہے صحابہؓ کا مقامِ اعلیٰ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اصحاب کے اس سلسلۃ الذہب میں عظیم الشان صفات کے حامل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود عطیۂ خداوندی اور تحفۂ سماوی تھا، جسے بہ طورِ خاص اسلام کے غلبے کے لیے مانگا گیا تھا، جس کا مسلمان ہونا، اسلام کی فتح، جس کی ہجرت مسلمانوں کی نصرت اور جس کی خلافت مسلمانوں کے لیے رحمت تھی۔ یہ وہ مقدس ہستی ہیں جن کا رعب اور دبدبہ آج تک قائم ہے، جن سے دل دہلتے تھے، زمین کانپتی تھی، آسمان تھرتھراتا تھا اور شیاطین دور بھاگتے تھے۔ جو اس امت کے محدث تھے، جن کی رائے منشاء خداوندی کے عین مطابق ہوا کرتی تھی اور وحی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دیتی تھی، ہواؤں پر جن کی حکومت تھی اور ان کے پیغام کو دور دور تک پہنچاتی تھی۔ دریا جن کے کہنے پر رواں دواں ہو جاتے تھے اور زمین جن کی ضرب سے تھم جاتی تھی۔ جو خلیفہ برحق تھے، قبلہ اول کے فاتح تھے، جن کے دور میں تسبیح کی طرح آس پاس کے ممالک ٹوٹ کر بکھرنے لگے اور پکے ہوئے پھل کی طرح اسلام کی جھولی میں گرنے لگے۔

خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والا صفات میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات ودیعت فرمائے، آپ کی حیات طیبہ حقانیت و صداقت کی آئینہ دار اور عدل و انصاف کا معیار ہے، آپ کی صدق بیانی، حق پسندی اور عدل و انصاف کے اغیار بھی معترف ہیں، اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے آپ کے دور خلافت کو ایک بہترین نمونہ سمجھتے ہیں۔ آپ نے سن ہجری کا اجراء کیا، جیل کا تصور دیا، مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، مساجد میں روشنی کا بندوبست کروایا، پولیس کا محکمہ بنایا، ایک مکمل عدالتی نظام کی بنیاد رکھی

آب پاشی کا باقاعدہ نظام قائم کیا، مستقل فوجی چھاؤنیاں بنوائیں، باقاعدہ فوج کا محکمہ قائم کیا، دودھ پینے والے بچوں، معذور، بیواؤں بے آسراؤں کے وظائف مقرر فرمائے، حکمران طبقہ کے اثاثہ جات ظاہر کرنے ڈکلیئر کرنے کا تصور دیا، عدل نہ کرنے والے قاضی و گورنروں کا احتساب و سزا دینے کا سلسلہ شروع کیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل و مناقب زبان رسالت سے جاری ہوئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر بالفرض میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔"(جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین میں ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔(جامع ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ادھیڑ عمر والے اولین و آخرین میں سے تمام جنتیوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے"(جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابو بکر و عمر کسی بات پر متفق ہو جائیں تو پھر میں کسی اور سے مشورہ نہیں کرتا۔(جامع ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! مبارک ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! شیطان تم سے کسی راستہ میں نہیں ملتا مگر وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے۔(صحیح البخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نہیں جانتا کہ کب تک میں تم لوگوں میں باقی رہوں گا پس تم اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی۔"(جامع ترمذی)

الغرض سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کئی فضائل و مناقب رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے بالکل مبرہن ہو کر سامنے آتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کے لیے عزت کا باعث بنا ان کا ہجرت کرنا مسلمانوں کی نصرت تھی ان کا خلافت کرنا مسلمانوں کے لیے رحمت تھی۔ اللہ رب العزت ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو اپنا اُسوہ بنانے کی اور ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے مشن میں ان کا ساتھ دیا اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کے غلبہ کے لیے نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے اللہ رب العزت ہمیں بھی اس مشن میں ان کو اپنا اُسوہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور دشمنانِ اسلام کے حربوں کو سمجھنے کی اور ان کا بھرپور مقابلہ کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

بدگمانی اور معاشرے پر اس کے برے اثرات

حذیفہ اشرف

اسلام ایک عالمگیر تہذیب کا علمبردار ہے اور انسانی معاشرے کو ان خامیوں اور برائیوں سے پاک رکھنے پر زور دیتا ہے جس سے اس کی ہیئت اجتماعیت میں ضعف واقع ہو۔ وہ واضح طور پر یہ بتاتا ہے کہ انسانیت کی تاسیس و تشکیل کن بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ اس میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی و یک رنگی کو کیسے برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ باہمی رنجشوں، کدورتوں اور افتراق و انتشار سے انسانی تعلقات میں دراڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اسلام کے احکام اور اوامر و نواہی محض امت مسلمہ ہی کی نہیں بلکہ نوع انسانی کے لیے ایسے سنہری اصول و ضوابط ہیں جو ایک فلاحی انسانی معاشرے کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہیں اور اسلام کی حقانیت کا واضح ثبوت ہیں۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے:

”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچا کرو، اس لیے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگے رہا کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم سے کوئی یہ گوارا کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔“

اسلام جن اخلاقی برائیوں پر قدغن لگاتا ہے، ان میں ایک نہایت اثر پذیر بدگمانی کی روش ہے۔ دراصل اجتماعی امن و سلامتی ہی وہ راستہ ہے جو انسانی معاشرے کی خوشگوار اور پر سکون زندگی کا ضامن ہے۔ چناں چہ اسلام ایک طرف اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ آپس کے معاملات میں افہام و تفہیم کی فضا قائم رہے تو دوسری جانب وہ باہمی معاملات کی صحت اور پختگی کے لیے ایک دوسرے سے حسنِ ظن رکھنے پر بھی زور دیتا ہے۔

بدگمانی یا سوء ظن ایک ایسا واہمہ ہے جس کی جڑ اور بنیاد نہیں ہوتی، کسی سنی سنائی بات کو حقیقت کا رنگ دے دیا جاتا ہے او ہم ایک دوسرے کے ہر عمل میں بددیانتی کا عنصر تلاش کر لیتے ہیں اور اس بدگمانی کی بنیاد پر یقین و اعتماد کی پوری عمارت کھڑی ہو جاتی ہے اور اس طرح ایک دوسرے کے خلاف ان باتوں کو منسوب کر دیتے ہیں جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔

رسول کریم ﷺ نے اس سماجی برائی سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور ساتھ ہی ان دوسری قباحتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے جو اس برائی کا ہی شاخسانہ ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور تم دوسروں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش نہ کرو اور نہ آپس میں حسد و بغض رکھو۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔“

بدگمانی کا زہر انتہائی سریع الاثر ہوتا ہے۔ کیوں کہ انسان کی بشری کمزوریوں میں ایک چیز یہ بھی شامل ہے کہ وہ تحقیق و جستجو سے پہلو تہی کرتا ہے اور افواہوں پر یقین کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ حقائق کا شعور چیدہ چیدہ لوگوں میں ہی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی بدگمانی کے نتائج اتنے بھیانک نکلتے ہیں کہ جس کا اثر تادیر قائم رہتا ہے۔ برسوں کی دوستیاں اور رفاقتیں، دشمنیوں اور رقابتوں میں بدل جاتی ہیں۔

انسانی معاشرے کے ہر فرد کا یہ مزاج ہونا چاہیے کہ جب بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ، کوئی صدمہ یا دل آزاری والی بات یا خبر اس کے کانوں تک پہنچے تو فوری طور پر اس پر اٰمنّا وصدقنا نہ کر بیٹھے، بلکہ فہم وفراست کی آنکھ سے حالات وواقعات کا جائزہ لیتے ہوئے بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرے اور مخاطب کی سماجی حیثیت کو بھی مد نظر رکھے اور عقل وشعور کی روشنی میں فیصلہ کرے، کیوں کہ جذباتی طور پر کیے ہوئے فیصلے کمزور بھی ہوتے ہیں اور مضر بھی۔

صحیح قوتِ فیصلہ انسان کے سلیم الفطرت ہونے کی عکاسی کرتا ہے۔ اور یہ وصف نہ صرف فردِ واحد میں، بلکہ اجتماعیت کے لیے بھی بہت بڑی قوت ہے۔ ورنہ تو کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک غلط فیصلہ پوری قوم کے لیے تباہی، بربادی اور ذلت ورسوائی کا سبب بن جاتا ہے۔ بدگمانی کے ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ سورۃ الحجرات کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ تمام گمان گناہ کے زمرے میں نہیں آتے، اور نہ ہر گمان سے روکا گیا ہے۔ بعض گمان ایسے بھی ہیں جنھیں حسن ظن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایسے گمان اخلاقی اعتبار سے پسندیدہ اور لائق تحسین سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً زندگی کی ہر آزمائش میں اللہ سے اچھا گمان رکھنا۔ رسول کریم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے ہر گوشے اور ہر پہلو سے اچھا گمان رکھنا۔ قرابت داروں اور تمام انسانوں سے حسن ظن کا معاملہ کرنا، جب کہ ایسے لوگوں سے بدگمانی کی کوئی ٹھوس اور معقول وجہ بھی سامنے نہ ہو۔ اسی طرح ٹھوس شہادتوں کی بنیاد پر کسی کے خلاف یا حق میں فیصلہ کرتے ہوئے گمانِ غالب سے کام لینا۔ یہ گمان اور فیصلہ حالات وواقعات کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے، اگرچہ اس کی بنیاد یقین پر نہیں ہوتی۔ ٹھوس ثبوت اور واقعاتی شہادتیں ہی اس گمانِ غالب کا حصہ بنتی ہیں۔

اسلام امن وسلامتی اور رواداری کا دین ہے، اس لیے انسانی معاشرے میں کسی پہلو اور کسی رخ سے بھی کوئی ایسا رخنہ چھوڑنا نہیں چاہتا جس کی وجہ سے بے راہ روی یا داخلی طور پر کسی ٹوٹ پھوٹ کا امکان پیدا ہو جائے۔ اسی لیے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ایسے سنہرے اصول اور ضابطے عطا کیے ہیں جن پر عمل کرکے انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں میں ایک مطمئن، آسودہ اور سکون وعافیت والی زندگی گزار سکے۔

آئینہ رومیؒ

تا بدیں ضدّ خوشدلی آید پدید

پس نہانیہا بضدّے در وجود

تا بضدّ اُرا تواں پید نمود

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لیے پیدا فرمایا ہے، تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے۔

پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے۔

تشریح: مشہور مقولہ ہے کہ چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ خوشی کی وضاحت رنج وغم کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور ضد نہیں ہے اس لیے وہ نگاہوں سے مخفی ہے۔

بحوالہ مثنویٔ مولوی معنوی، از مولانا جلال الدین رومیؒ، مترجم: قاضی سجاد حسین

تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں الحمدللہ ایک سالہ کورس کے اٹھائیسویں بیچ میں تدریس کا عمل جاری ہے۔79 طلبہ اور 31 طالبات کورس میں شریک ہیں۔19 گھنٹوں پر مشتمل عربی گرامر کلاس بعنوان ''آؤ قرآن سمجھیں'' کا آغاز ہوا جس کے اوقات و ایام تدریس بعد نمازِ مغرب تا عشاء پیر ،بدھ اور جمعرات ہیں جبکہ تدریس کے فرائض ''جناب سرفراز احمد صاحب'' ادا کر رہے ہیں۔خواتین میں مطالعہ سورہ یوسف بعنوان ''احسن القصص'' کے اوقات و ایام 3:30 تا 5:00 بجے پیر اور بدھ۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا عمل الحمدللہ جاری ہے۔ مسجد جامع القرآن میں روزانہ فجر کے بعد سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ اور ہر اتوار بعد ظہر دورہ ترجمہ قرآن کا اہتمام ہے۔دوران ماہ مسجد میں دس تقاریبِ نکاح منعقد ہوئیں، پانچ خطبات جمعہ میں ''اولاد کے حقوق و فرائض''، ''اسلام کا عائلی نظام اور والدین کے حقوق''، ''حضرت ابراہیمؑ کی داستان عزیمت اور روحِ قربانی''، ''اور کیا ہماری عبادت اور جینا مرنا اللہ کے لیے ہے'' کے موضوعات پر خطابات ہوئے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس میں تدریس الحمدللہ جاری ہے۔ سال اول میں 63 طلبہ اور 80 طالبات کورس میں شامل ہیں جبکہ سال دوم میں 30 طلبہ اور 18 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مختلف اوقات میں اسٹاف کی تربیت کے لیے درس قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری ہے جبکہ مختصر دورانیے کے کورسز کا آغاز ان شاءاللہ 22 اگست 2021 سے ہو رہا ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا سلسلہ الحمدللہ جاری ہے۔ جبکہ مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں ہر جمعہ بعد نماز عشاء دورہ ترجمہ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے جس میں پہلے پارہ کا بیان مکمل ہو گیا جبکہ روزانہ بعد نماز ظہر درس قرآن اور بعد نماز عصر درس حدیث کا اہتمام ہوتا ہے جبکہ خطباتِ جمعہ اور مجالس نکاح کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس 2021 الحمدللہ جاری ہے 30 حضرات اور 44 خواتین کورس میں شامل ہیں۔الحمدللہ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی میں تدریس کا عمل جاری ہے۔بچوں کے لیے تربیتی نشست میں ''عیدالاضحیٰ کی فضیلت اور اہمیت'' کے حوالے سے لیکچرز منعقد ہوئے جس کی تدریس کی ذمہ داری استاذ عامر خان صاحب اور استاذ محمد نعمان صاحب نے ادا کی۔ شعبہ خواتین کے تحت ماہانہ درس قرآن ''فتنوں کے دور میں فلسفہ قربانی کی اہمیت'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔ شعبہ خواتین کے تحت ''ہم اپنے بچوں کو امت کا مستقبل کیسے بنائیں'' کے موضوع پر تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں الحمدللہ 41 حضرات اور 38 خواتین رجوع الی القرآن کورس میں شریک ہیں۔ مسجد میں نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کی نشست ہوتی ہے۔ شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز جاری ہیں جس میں عربی گرامر تجوید اور دورہ ترجمہ قرآن شامل ہیں۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں الحمدللہ تدریس کا عمل جاری ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد میں رجوع الی القرآن کورس 2021 بحسن خوبی جاری ہے مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کا سلسلہ جاری ہے جبکہ بالغان کے لیے ناظرہ قرآن کا مغرب سے عشاء کے درمیان اہتمام ہے۔ شام میں دینیات کورس کے عنوان سے پیر تا جمعرات حضرات کے لیے شارٹ کورس جاری ہے۔ ہفتہ وار درس قرآن و حدیث کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ 31 جولائی سے WEEKENED کورس کا اجراء ہوا جس کے مضامین میں ''دروس اللغۃ العربیہ''، ''زاد الطالبین'' اور ''نماز مع ترجمہ'' شامل ہیں جبکہ تدریس کے اوقات 3:30 تا 5:30 بجے تک ہیں۔

حکمت و دانش

اعترافِ گناہ در حقیقت ایک نہایت ہی اونچا وصف ہے۔ اور اس کی وہ شخص جرأت کر سکتا ہے، جو ذہنی اور قلبی اعتبار سے بالکل تندرست اور توانا ہو۔ ایک بیمار دل کے اندر اتنی طاقت ہی نہیں رہتی کہ وہ اتنا عظیم کام سرانجام دے سکے۔ اس لیے وہ لوگ جو ذہنی اور قلبی عارضوں کا شکار ہوتے ہیں، وہ حق و صداقت کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے استکبار کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کچھ مدت تک اس دھوکے میں مبتلا رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ وہ حق کی راہ پر گامزن ہیں۔ کیوں کہ حق کی منزل ایک کٹھن منزل ہے، اس لیے وہ ہمیشہ اس بات کے درپے رہتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اسے ہی لوگ حق سمجھ کر اس کی بلاچون وچرا پیروی کرنے لگیں۔ (بحوالہ: ترجمان القرآن، مئی ۱۹۶۱ء، از پروفیسر عبدالحمید صدیقی)

خصوصی محاضرات

قرآن اکیڈمی ڈیفنس: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات کے تحت ’’فضیلت علم‘‘اور ’’عشرہ ذی الحجہ و عیدالاضحیٰ‘‘ کے موضوع پر لیکچرز کا انعقاد کیا گیا جس میں مدیر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد استاذ سید سلیم الدین صاحب اور مدیر قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب نے مدرس کے فرائض انجام دیے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد: گزشتہ ماہ فکر اسلامی اور خصوصی محاضرات میں ’’دین اسلام کا جامع تصور‘‘، ’’عشرہ ذی الحجہ اور عید الاضحیٰ‘‘اور ’’تنظیم الاوقات‘‘ کے عنوانات پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے، استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد حافظ محمد اسد صاحب، ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد استاذ عاطف محمود صاحب اور مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس جناب استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات کے تحت ’’عشرہ ذی الحجہ فضائل و مسائل‘‘ کے عنوان سے لیکچر کا انعقاد ہوا جس میں ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد استاذ عاطف محمود صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اسی طرح علامہ اقبال کی نظم ’’خطاب نوجوانان اسلام‘‘ کا مطالعہ ہوا تدریس کی ذمہ داری مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے ادا کی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر: گزشتہ ماہ خصوصی وفکری محاضرات میں ’’عشرہ ذی الحجہ کی اہمیت وفضیلت‘‘اور ’’مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق‘‘کا انعقاد ہوا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات میں ’’عشرہ ذی الحجہ اور قربانی کے عنوان‘‘ پر لیکچر کا انعقاد ہوا۔

شعبۂ سمع و بصر

قرآن فورم:

قرآن فورم کے عنوان سے جاری ٹاک شو میٹرو وَن نیوز چینل پر ہر جمعہ دوپہر 1 بجے نشر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے آفیشل فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر بھی ہر ہفتہ رات 8 بجے باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ماہِ جولائی 2021ء میں درجِ ذیل موضوعات پر پروگرام ریکارڈ کیے گئے:

مجلس کے آداب (سورۃ المجادلہ: 11 اور سورۃ المائدۃ: 101 کی روشنی میں)

شراب اور جوئے کی ممانعت (سورۃ المائدۃ آیات 90 تا 91 کی روشنی میں)

حلال کو حرام ٹھہرانے کی ممانعت (سورۃ المائدۃ آیات 87 تا 88)

تذکیر ... برائے رفقائے تنظیمِ اسلامی

رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے "تذکیر" کے عنوان سے مختصر پیغام پر مشتمل ویڈیوز کے سلسلہ میں گزشتہ ماہ رفقائے تنظیمِ اسلامی کے مطلوبہ اوصاف کے ضمن میں درجِ ذیل موضوع پر ویڈیو ریکارڈ کر کے مرکز ارسال کی گئی: نواں وصف: "اوقات کو فارغ کرنا"

پالیسی اسٹیٹمنٹ:

امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی درجِ ذیل عنوان پر پالیسی اسٹیٹمنٹ کی ویڈیو ریکارڈنگ تیار کر کے مرکز تنظیمِ اسلامی کو ارسال کی گئی:

پالیسی اسٹیٹمنٹ (13 جولائی 2021ء): گھریلو تشدد تحفظ و تدارک ایکٹ 2021ء اسلامی معاشرت پر حملہ

خطباتِ جمعہ:

ماہِ جولائی 2021ء میں جامع مسجد شادمان میں درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

قانونِ ہدایت اور ہمارا طرزِ عمل

اسلامی معاشرت پر دجالی تہذیب کا حملہ ۔گھریلو تشدد ایکٹ

قربانی--- حکم، فضیلت، حکمت اور تقاضے

روزِ قیامت حاضری اور ہماری تیاری

سابقہ اقوام کے واقعات--- باعثِ ہدایت اور موعظت و عبرت

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

آیت بہ آیت آڈیوز برائے قرآن میڈیا پلیئر:

قرآن میڈیا پلیئر میں محترم جناب عارف رشید صاحب کے دورۂ ترجمۂ قرآن کو شامل کرنے کے لیے 110 گھنٹوں پر مشتمل دورۂ ترجمۂ قرآن کی ریکارڈنگز میں سے آیت بہ آیت آڈیوز کو علیحدہ کرنے کا کام جاری ہے۔

شعبہ مطبوعات کے تحت منتخب نصاب مجلد (جلد اول، دوم) 1100 کی تعداد میں پرنٹ کی گئی جبکہ تزکیہ نفس 555 کی تعداد میں پرنٹ کی گئی

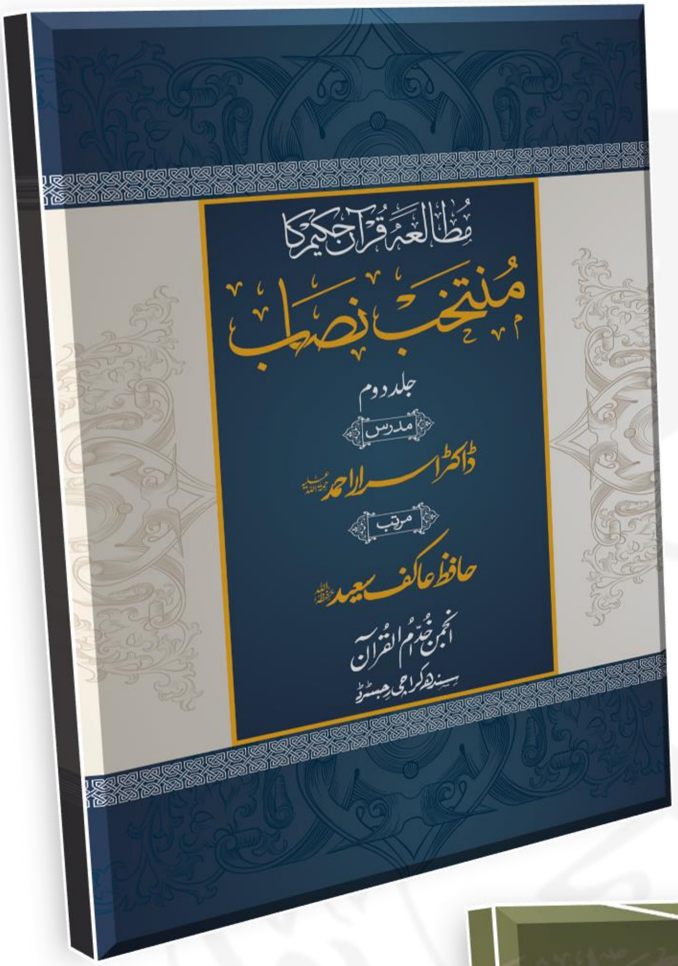

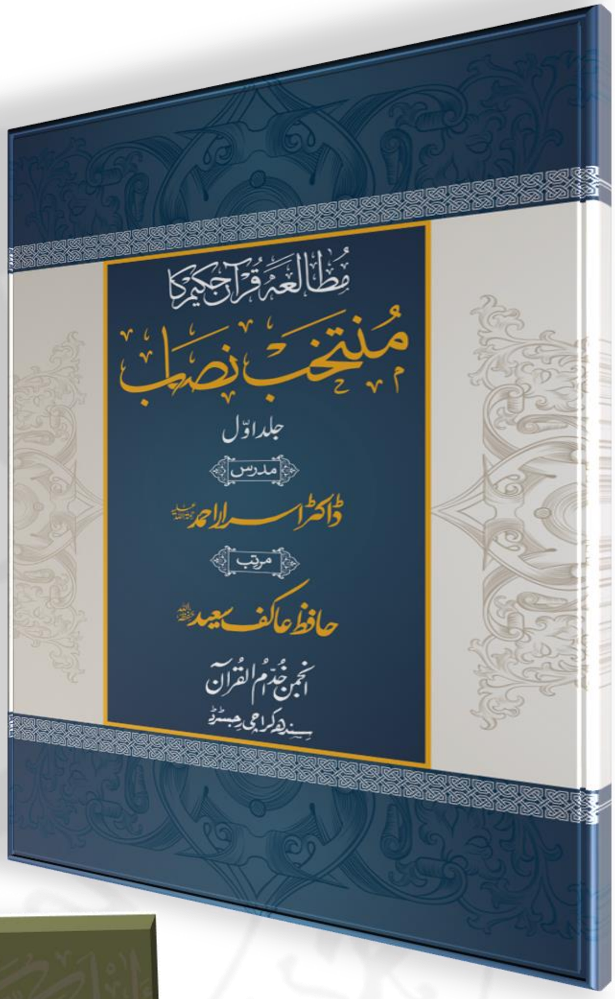

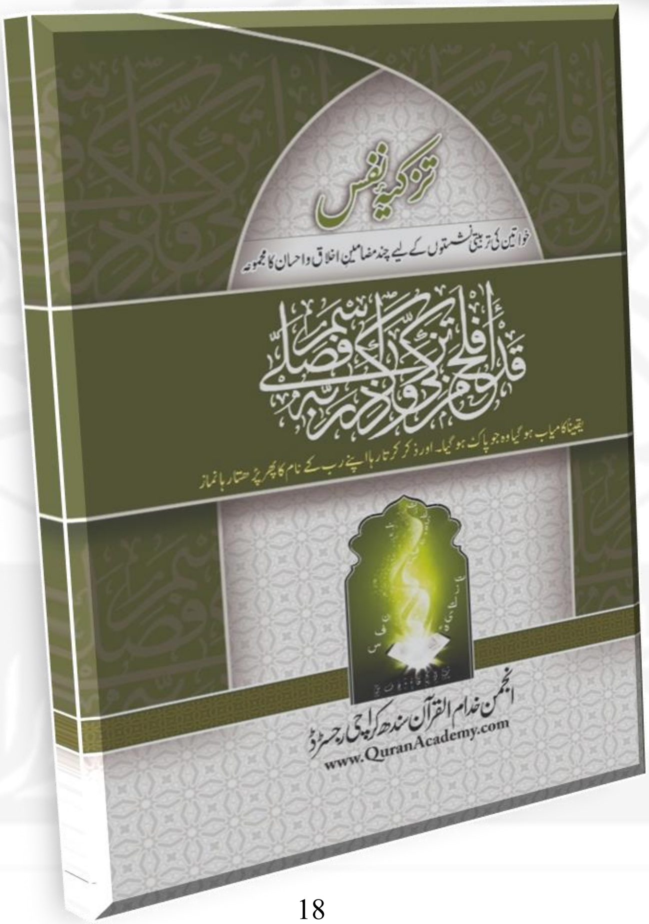

حلقات و دورات دینیہ (Short Courses)

زیر اہتمام قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

موسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — نگران: شجاع الدین شیخؒ

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حلقات و دورات دینیہ
Short Courses

2021-22

آغاز 22 اگست 2021

بروز اتوار	وقت صبح 09:00 بجے

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا کراچی

0331-7292223, 021-36806561

yaseenabad@QuranAcademy.com

www.QuranAcademy.com

دیگر کورسز

حلقہ منتخبات علوم دینیہ

رجوع الی القرآن کورس (سال اول و دوم) کے طلبہ کی مزید علمی پیشرفت کے لیے کچھ اضافی مضامین جو کہ درسِ نظامی میں بھی پڑھائے جاتے ہیں کا تعارف مطلوب ہے لہذا یہ کورس متعارف کیا گیا ہے۔

مضامین

- عربی زبان و ادب
- علم فقہ
- عربی تکلم و انشاء
- اصول حدیث
- علم حدیث

آغاز 23 اگست 2021 — بروز پیر تا جمعرات

اوقاتِ تدریس: شام 04:00 تا 05:30

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/180 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: رجوع الی القرآن کورس (سال اول و دوم) کے موجودہ طلبہ و سابقہ طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں

عربی گرامر
(برائے قرآن فہمی)

عربی گرامر کے بنیادی قواعد و ضوابط کی اس حد تک تعلیم کہ قرآنِ حکیم کے مفہوم کو سمجھا جا سکے، مزید برآں چند سورتوں کے ترجمے کی مشق

آغاز 07 نومبر 2021 — بروز اتوار

اوقاتِ تدریس: صبح 10:00 تا 11:30

دورانیہ: 17 ہفتے (تقریباً 4 ماہ)/25 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

دیگر کورسز

غسل و تکفین و تدفین میت
(ایک روزہ ورکشاپ)

دینِ اسلام کامل و مکمل ہے، پیدائش سے لے کر دخولِ جنت یا جہنم تک ہر چیز کو اسلام نے اس طرح واضح کیا ہے کہ کسی اور دین و مذہب میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ میت کے بارے میں بھی دین اسلام نے انتہائی تفصیل کے ساتھ رہنمائی دی ہے۔ آج کل بدعات و رسومات کی وجہ سے اس موقع پر اصل احکامات پس پشت چلے جاتے ہیں چنانچہ اس موقع پر دین اسلام کی اصل تعلیمات کیا ہیں اس کو واضح کرنے کے لیے ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا جا رہا ہے تاکہ عوام الناس تک صحیح تعلیمات پہنچ سکیں اور وہ خود اس موقع پر میت کی آخری رسومات کو دین اسلام کی روشنی میں انجام دے سکیں۔

22 اگست 2021 — بروز اتوار

اوقاتِ تدریس: صبح 09:00 تا شام 05:00

دورانیہ: 1 روزہ / 8 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

قرآن فہمی کورس
(زیر اہتمام: فیڈرل بی ایریا تنظیم)

Module1	Module2
مطالعہ سیرت النبی ﷺ (مکی دور)	مطالعہ سیرت النبی ﷺ (مدنی دور)
عربی گرامر (مباحث اسم)	عربی گرامر (مباحث فعل)
مطالبات قرآن (مباحث ایمان و عمل صالح)	مطالبات قرآن (مباحث تواصی بالحق و تواصی بالصبر)
تجوید و حفظ (بنیادی قواعد و حفظ آخری 20 سورتیں)	تجوید و حفظ (ایڈوانس قواعد)
فکر اسلامی	فکر اسلامی

آغاز 23 اگست 2021 — بروز پیر، منگل، جمعرات

اوقاتِ تدریس: رات 08:30 تا 10:30

دورانیہ: 15 ہفتے (تقریباً 3 ماہ)/75 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: صرف حضرات کے لیے (کم از کم میٹرک)

دیگر کورسز

تجوید القرآن کورس
(برائے خواتین صبح)

تجوید کے بنیادی قواعد کی اس قدر تعلیم جس کے ذریعے حرام غلطیوں سے بچا جا سکے۔ مع اجراء قواعد جزعم مکمل

آغاز 23 اگست 2021 — بروز پیر تا جمعرات

اوقاتِ تدریس: صبح 11:00 تا 12:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/110 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: خواتین اردو پڑھنا لکھنا جانتی ہوں

تجوید القرآن کورس
(برائے خواتین سہ پہر)

تجوید کے بنیادی قواعد کی اس قدر تعلیم جس کے ذریعے حرام غلطیوں سے بچا جا سکے۔ مع اجراء قواعد جزعم مکمل

آغاز 23 اگست 2021 — بروز پیر تا جمعرات

اوقاتِ تدریس: سہ پہر 3:00 تا 4:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/110 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: خواتین اردو پڑھنا لکھنا جانتی ہوں

بنیادی عربی گرامر مع لفظی ترجمہ

عربی گرامر کے بنیادی قواعد کی اس قدر تعلیم جس کے ذریعے قرآن حکیم کی ان سورتوں کا ترجمہ یاد کیا جائے جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے

آغاز 23 اگست 2021 — بروز پیر تا جمعرات

اوقاتِ تدریس: صبح 10:00 تا 11:30

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/90 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: صرف خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

فیملی کورس

عربی گرامر
(برائے قرآن فہمی)

عربی گرامر کے بنیادی قواعد و ضوابط کی اس حد تک تعلیم کہ قرآنِ حکیم کے مفہوم کو سمجھا جا سکے، مزید برآں چند سورتوں کے ترجمے کی مشق

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11:00 تا 11:40

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/25 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

مطالبات قرآن

سورۃ العصر اور اس کی تشریح پر مشتمل قرآنِ حکیم کے منتخب مقامات کا مطالعہ کروایا جاتا ہے تاکہ دین اسلام کا جامع تصور اور ایک مسلمان پر دینِ اسلام کے تقاضے اچھی طرح سے واضح ہو سکیں

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11:40 تا 12:20

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/25 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

فیملی کورس

ترجمہ نماز و آخری دس (10) سورتیں

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: دوپہر 12:30 تا 01:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/20 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

علم و عمل کورس
(برائے طلبہ)

بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے مربوط نصاب

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11:00 تا 01:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/60 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: 8 تا 13 سال کے طلبہ

علم و عمل کورس-1
(برائے طالبات)

بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے مربوط نصاب

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11:00 تا 01:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/60 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: 8 تا 11 سال کی طالبات

فیملی کورس

علم و عمل کورس-2
(برائے طالبات)

بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے مربوط نصاب

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 11:00 تا 01:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/60 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: 12 تا 18 سال کی طالبات

مضامین برائے علم و عمل کورس

- مطالعہ قرآن حکیم
- آداب زندگی
- سیرت صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم
- میرا گھر میری ذمہ داری
- طہارت و نماز
- پاکیزہ ماحول و معاشرہ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں" (بخاری)

دیگر کورسز

دروس اللغة العربية

عربی زبان کے بنیادی قواعد و ضوابط اور ان کا اجراء

آغاز 28 اگست 2021 — بروز ہفتہ

اوقاتِ تدریس: صبح 09:00 تا 11:00

دورانیہ: 30 ہفتے (تقریباً 7 ماہ)/60 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے داخلہ: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

ختم نبوت کورس
(زیر اہتمام: فیڈرل بی ایریا تنظیم)

عقیدہ ختم نبوت بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ ہے اس کی حفاظت کا اہم ترین ذریعہ اس کا صحیح مفہوم لوگوں تک پہنچانا ہے اور اس عقیدہ سے متعلق غلط خیالات و نظریات کا ابطال کرنا ہے تاکہ اس سے متعلق غلط عقیدہ سے لوگوں کی حفاظت کی جا سکے اسی مقصد کے لیے یہ کورس مرتب کیا گیا ہے۔

آغاز 10 اکتوبر 2021 — بروز اتوار

اوقاتِ تدریس: رات 07:00 تا 09:00

دورانیہ: 05 ہفتے (تقریباً 1 ماہ)/ 10 تعلیمی گھنٹے

اہلیت برائے شرکت: برائے حضرات و خواتین (کم از کم انٹرمیڈیٹ)

اغراض ومقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمہ ٔیقین قرآنِ حکیم کے علم وحکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر واشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبہ ٔدینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض ومقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم وترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب وتشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر واشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم وتربیت جو تعلّم وتعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ وحکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆ ☆ ☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7-021-34993436